بہترین کتابیں

مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش
تالیف :۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ
مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کش مکش کی مستند تاریخ۔ مغربیت کے رجحان کے آغاز و ارتقاء کی کہانی ان کے اسباب محرکات اور ان کا علاج۔ قیمت ۵/

محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے
ائمہ اربعہ ارباب صحاح ستہ اور امام طحاوی کا تحقیقی تذکرہ تفصیل سے مطالعہ کیجئے۔ قیمت ۵۰/۴

تلبیس ابلیس
مترجمہ از علامہ ابن جوزیؒ مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کی کمزوریوں اور غلط فہمیوں کی نشاندہی، مذاہب کی تاریخ اور گمراہ فرقوں کے عقائد کا بیان۔ مکاید شیطانی مبسوط اور عبرت انگیز داستان۔ قیمت کمل مجلد مع گرد پوش بارہ روپے (۱۲/)

مولانا محمد احسن نانوتوی
حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل اور مفصل سوانح حیات بہترین معلوماتی کتاب۔ قیمت ۴/

تبلیغ کیا ہے؟
از مولانا احتشام الحسن صاحب اس میں تبلیغ کے مقاصد اور طریقہ کار کو بہت آسانی سے ذہن نشین کیا گیا ہے جن کا بار بار مطالعہ ضروری ہے قیمت ۲/۲۵

حیاۃ صحابہ
اردو عکسی از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی مترجمہ مولانا محمد عثمان صاحب حضرات صحابہؓ کی دعوت اسلام کے محنت اور ان کے سرفروشانہ مجاہدات، بخصوص کمالات و پاکیزہ خیالات و واقعات، زہد و قناعت اور ایمان و یقین سے متعلق احادیث و قصص کا دلکش مجموعہ جو اپنی نوعیت کا آپ ہے۔ قیمت کمل مجلد ۲۲/

خصائل نبوی اردو ترجمہ شمائل ترمذی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات اور ان کے ضمن میں سیکڑوں حدیثیں یکجا جمع کر دی گئی ہیں قیمت مجلد ۸/

ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ اسلام گوئین روڈ لکھنؤ

• محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر برقی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان ۴ گوئین روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

RIZWAN

MUJAHID. 1966

مدیر

...انی حسنی

معاون

...اللہ تسنیم

ماہنامہ رضوان

MONTHLY RIZWAN LUCKNOW India

۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

مجلس کی چند اردو مطبوعات

ہندوستانی مسلمان

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کا کردار، ان کے شہرۂ آفاق علمی و تعمیری کارنامے، جنگِ آزادی میں قیادت اور رہنمائی، انکے موجودہ مسائل، یہ کتاب درحقیقت سینکڑوں کتابوں کا خلاصہ ہے،

قیمت: ۳ روپیہ ۵۰ نئے پیسے

انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر!

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اسلام نے مسلمانوں کو پوری انسانیت کی ذمہ داری سونپی تھی، اسلام کے تنزل سے مسلمانوں کو تو نقصان پہونچنا ہی تھا لیکن اسلام کا زوال پوری دنیا کا زوال ہے، فاضل مؤلف نے اس کتاب میں دنیا کی توجہ اسی زوال کی طرف مبذول کرائی ہے

قیمت: ۴ روپے ۵۰ نئے پیسے

مقالاتِ سیرت

ڈاکٹر محمد آصف قدوائی، ایم اے، پی ایچ ڈی

فاضل مصنف نے اس کتاب میں سیرت محمدی کا خلاصہ اور عطر پیش کیا ہے، ساری کتاب شستہ اور شگفتہ ہے، طرزِ بیان سادہ اور مؤثر ہے، اور تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے قابل، کتابت اور طباعت دیدہ زیب!

قیمت مجلد مع گردپوش ۴ روپے ۵۰ نئے پیسے

طوفان سے ساحل تک

از محمد اسد (سابق لیوپولڈ ویس)

ترجمہ محمد الحسنی (مدیر البعث الاسلامی)

اس کتاب میں مغربی زندگی کے اس طوفان کی تصویر پیش کی گئی ہے جس سے گزر کر محمد اسد صاحب قلبی و روحانی سکون کے ساحل تک پہونچے اور ایمان سے بہرہ یاب ہوئے، اس میں مغربی تہذیب کی مکمل تصویر بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی خصوصیات بھی!

قیمت مجلد پانچ روپیہ

مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

Cover Printed at National Fine Press, Lucknow.

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

جلد نمبر ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۶۹ء مطابق محرم سنہ ۱۳۸۹ھ شمارہ نمبر ۴

ایڈیٹر

محمد ثانی حسنی

معاون

امۃ اللہ تسنیم

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

سید حسن حسنی صاحب قافلہ اسٹریٹ قاسم آباد کراچی ۱۹

سالانہ چندہ	غیر ملکی بحری ڈاک	فی پرچہ
۵ روپے	۱۰ شلنگ	۵۰ پیسے

فہرست

خدا کے نام سے		۳
قرآن کے آئینہ میں	مولانا محمد منظور نعمانی	۴
حدیث کی روشنی میں	امۃ اللہ تسنیم	۶
اذانِ سحر	سید عبد الرب صوفی	۸
اسلام کی باتیں	قاضی اطہر مبارکپوری	۹
خوفِ خدا	امۃ اللہ تسنیم	۱۳
شہادت	ہارون رشید صدیقی	۲۵
خدا کے ہوتے	مولانا خرم علی خرم	۲۹
سوال وجواب	مولانا محمد اسحٰق سندیلوی	۳۰

خدا کے نام سے

آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اسلام سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آج سب سے زیادہ اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے لیکن کتنی مائیں ہیں جو اپنے بیٹوں اور نونہالوں کو قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے برخلاف مائیں اپنی اولاد کو جان بوجھ کر ایسے ماحول میں جھونک رہی ہیں جو ان کو تباہ کرنے کے لئے بم سے کم نہیں، مائیں اس کے لئے تیار ہیں کہ ان کی اولاد مغربی تہذیب میں پل کر عظمتِ رفتہ کو داغدار کرے، بد اخلاقی اور بے حیائی کا علمبردار بنے لیکن اس کے لئے تیار نہیں کہ ان کے نونہال دین و مذہب کے نام پر قربان ہوں، اگر ایک ماں اپنے بچہ کو یہ کہہ کر اپنے سے علیحٰدہ کر دے کہ یہ بچہ مذہب کے لئے وقف ہے تو آس پاس کے لوگ اس کو بے وقوف کہیں گے، یہ سب اس لئے ہے کہ ہمارا تعلق دین سے برائے نام رہ گیا ہے اور ہم اس کے لئے تیار نہیں کہ ہماری اولاد دینِ اسلام کی ترقی کا کام کرے، یا ایسے ماحول میں پرورش پائے جو خالص دینی اور اسلامی ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ سارے جوہر نکلتے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان امت کا بچہ بچہ دوسروں کی نگاہوں میں شاہین سے کم درجہ نہیں رکھتا ہے، اصل میں قصور ماؤں کی بے توجہی، مغربی تہذیب اور تعلیم کا رواج ماحول اور سوسائٹی کی گندگی کا ہے جس نے پوری قوم کی ماہیت بدل ڈالی ہے۔ سر سید احمد خاں کا مغربی تعلیم کے متعلق ایک قول مشہور ہے کہ:۔

"مغربی تعلیم نے ہمیں عربی گھوڑا بنانے کے بجائے محض خچر بنا کر چھوڑ دیا ہے۔"

(عظمتِ رفتہ)

قرآن کے آئینہ میں

مولانا محمد منظور نعمانی

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ ۱۹۶)

"اے ایمان والو (مشکلوں اور تکلیفوں میں) صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو (یہ بات ناقابل شک اور بالکل یقینی ہے کہ اللہ (اور اس کی پوری مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

صبر سے مدد حاصل کرنے کا مطلب سورۂ اعراف کی ان آیتوں سے اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے جن میں مذکور ہے کہ جب فرعون اور اس کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کے سارے لڑکے قتل کر دیئے جائیں اور لڑکیاں اور عورتیں باقی رکھی جائیں تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو تلقین کی۔

استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ (اعراف ۱۵)

اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کو اپنا شعار بناؤ (یعنی مضبوطی سے حق پر جمے رہنے کا فیصلہ کر لو اور کمر کس لو۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کیا کر دکھاتا ہے) ملک کا حقیقی مالک اللہ ہی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ملک کا وارث بنا دیتا ہے۔"

اس کے بعد سورہ آل عمران کی آخری آیت پڑھئے جو گویا اس عظیم سورہ کے دفتر ہدایت کا حرف آخر ہے۔ ارشاد ہے:-

یا یھا الذین اٰمنوا اصبروا و صابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

اے ایمان والو! صبر سے کام لو اور ایک دوسرے کو صبر پر آمادہ کرو اور راہِ خدا میں جد وجہد کے لئے مستعد اور کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرو۔ (یعنی تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ) امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

انسان کی یہ فطری کمزوری ہے کہ حق اور نیکی کے راستہ پر چلتے ہوئے جب اس کو مسلسل مصائب اور نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اور اپنی قربانیوں کا کوئی پھل وہ نہیں دیکھتا تو اس میں مایوسی آتی ہے اور اس کی ہمت ٹوٹنے لگتی ہے۔ ایسے موقعوں کے لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (ھود ۱۰۶)

اور صبر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (دیر سویر ان کی نیکو کاری کا صلہ ضرور ملے گا)۔

اور سورۂ نحل میں صبر کے حکم کے ساتھ یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ صبر کی صفت وہ دولتِ عظمیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہی سے نصیب ہو سکتی ہے۔ ارشاد ہے:-

واصبروا وما صبرک الا باللہ

اور صبر اختیار کرو اور یاد رکھو کہ تمہارا صبر کرنا بھی اللہ ہی کی مدد اور توفیق سے ہوگا۔

دینی کتابیں پڑھنا دین کی بقا کا ذریعہ ہے

یہ کتابیں ضرور پڑھیے

ایک ہندوستانی صحابی	۰/۸۰	چالیس بدعتیں	۰/۶۲
فاتحہ کا صحیح طریقہ	۱/۰	شادی کی رسمیں	۰/۴۰
آلاتِ جدیدہ کے احکام	۲/۲۵	محمد بن قاسم	۰/۹۰
تزکِ تیموری اردو	۲/۵۰	رابعہ بصری	۱/۵۰
بہشتی زیور	۸/۰	جماعت مجاہدین	۸/۰
بدعت کیا ہے؟	۳/۰	اعمالِ قرآنی	۱/۲۰

ملنے کا پتہ:- مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حدیث کی روشنی میں

(امۃ اللہ تسنیم)

ہماری بہت سی بہنیں ایک دوسرے کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں۔ کسی کے ناک نقشہ پر تبصرہ، کسی کی صورت پر تنقید، کسی کی عادات و اطوار پر اچھائی یا برائی کے الفاظ زبان سے نکالتی ہیں۔ زیادہ تر برائی کے تذکرے ہوتے رہتے ہیں حالانکہ زبان سے بری بات نکالنا حد درجہ گناہ کی بات ہے اس کے متعلق حضور نے فرمایا

مختصر بات:۔

حضرت سفیان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھ کو ایسے کام کی بات بتلایئے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں آپ نے فرمایا "قل ربی اللہ ثم استقم" کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو میرے لئے سب سے زیادہ کس چیز کا خطرہ محسوس ہوتا ہے؟ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا۔ اس سے!

(ترمذی)

(فائدہ) ایسی چیز ہے جس سے اکثر گناہ سرزد ہوجاتے ہیں۔ حرام کھانے کا بھی اس سے ڈر ہے اور اللہ کی ناراضگی کے کلمہ بولنے کا بھی اس سے ڈر ہے۔

بات کہے تو بہتر کہے:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ بات کہے تو بہتر کہے ورنہ خاموش رہے۔

(بخاری، مسلم)

(فائدہ) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوگیا کہ انسان کو اچھی بات کہنا چاہئے جس میں کوئی مصلحت ہو اور جس سے کوئی بھلائی ظاہر ہو اور جب بھلائی ظاہر ہونے میں شک ہو تو خاموشی بہتر ہے اس لئے کہ سلامتی صرف خاموشی میں ہے

سلامتی کا راستہ:۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کس بات سے نجات ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو روکو اور گھر تمہارے لئے کافی ہو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (ترمذی)

غیبت کیا ہے؟:۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے بھائی کو ایسی بات کہو جو اسے ناپسند ہو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں نے وہی بات کہی جو میرے بھائی میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "یہی غیبت ہے" اگر وہ بات نہیں ہے جو تم کہتے ہو تو یہ بہتان ہوگا۔ (مسلم)

سخت عذاب:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب معراج کو گیا تو ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جس کے ناخن تانبے کے تھے وہ ناخن سے منہ اور سینوں کو کھرچتے تھے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

(ابوداؤد)

ان ارشادات کو پڑھنے کے بعد لازم ہے کہ ہم اپنی زبان کی پوری پوری حفاظت کریں اور کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالیں۔ بات کہیں تو اچھی کہیں ورنہ زبان بند رکھیں، اس لئے کہ بری بات نکالنے سے چپ رہنا ہی اچھا ہے۔

اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین

نور الایمان

از:۔ مولانا حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

سوال وجواب کے پیرائے میں عقائد و اعمال اور اخلاق نبوی پر مختصر سی کتاب۔ قیمت ۲۵/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ ۱

اذانِ سحر

سیّد عبدالرب صوفی

صبح آئی ہے دھوم مچاتی ہوئی
حمد باری کے نغمات گاتی ہوئی

مَیں اُٹھی، ماں اٹھیں، بچے سب اُٹھے
صبح آئی ہے سب کو جگاتی ہوئی

آسماں پر ہے تاروں کی کچھ روشنی
روشنی ہے مگر ٹمٹماتی ہوئی

کچھ اندھیرا ابھی ہے کچھ اُجالا بھی ہے
صبح آئی مگر جگمگاتی ہوئی

بھینی بھینی مہک لے کے آئی ہوا!
عطر ذکر الٰہی لٹاتی ہوئی

مُرغ نے "اُذکروا اللہ" کی بانگ دی
بانگ دی کس قدر جی لبھاتی ہوئی

واہ وا، پیاری پیاری اذاں گونج اُٹھی
میٹھی میٹھی اذاں تھرتھراتی ہوئی

بھاگتے ہیں شیاطین ڈرتے ہوئے
پھیلتی ہے اذاں لہر کھاتی ہوئی

میٹھی میٹھی اذاں، دل میں گھر کر گئی
سب کو مسجد کی جانب بُلاتی ہوئی

جان و دل سے سنی میں نے پوری اذاں
خود بھی ہر لفظ کو گنگناتی ہوئی

میں بھی پہونچی مصلّے پہ کر کے وضو
اپنے معبود سے لَو لگاتی ہوئی

سورۂ الکافرون اور اخلاص سے
پڑھ کے دو سنتیں جی لگاتی ہوئی

پھر کئے فرض ادا، اپنے اللہ کو
خود طوال[1] مفصل سناتی ہوئی

بعد اذاں ہاتھ اٹھا کر دعا میں نے کی
دیر تک اپنے آنسو بہاتی ہوئی

شغل ذکر و تلاوت میں پھر لگ گئی
آئیں کرنیں یہ مژدہ سناتی ہوئی

رکعتیں جب کو اشراق کی ہوں عطا
تین سو ساٹھ ہو جائیں صدقے ادا

[1] فجر و ظہر کی فرض نماز میں طوال مفصل یعنی سورہ حجرات یا سورہ بروج کی درمیانی طویل سورتیں پڑھنا مسنون ہے۔ (صوفی)

اسلام کی باتیں

قاضی اطہر مبارکپوری

شادی بیاہ میں خیر و برکت

نکاح سال کے ہر دن، ہر رات اور ہر وقت میں ہو سکتا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی پابندی یا خرابی نہیں ہے۔ البتہ بعض بعض اوقات و ایام اچھے اور بابرکت ہیں۔ ان میں نکاح کرنا خیر و برکت کا باعث ہے چنانچہ رمضان المبارک کا مہینہ خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے۔ اس لئے رمضان شریف میں نکاح کرنا بہت اچھا ہے ایک تابعی حضرت حبیب بن عبید حمصی نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یوں نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یستحب النکاح فی رمضان رجاء البرکۃ فیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکاح کرنے کو برکت کی امید پر اچھا خیال فرماتے تھے۔"

جیسا کہ کہا گیا، نکاح سال کے ہر حصہ اور ہر وقت میں ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں آسکتی مگر مبارک ایام و شہور میں اس کے ہونے سے برکت آئے گی یہ عجیب بات ہے کہ رمضان شریف میں عموماً نکاح اور شادی بیاہ نہیں کئے جاتے کیونکہ روزہ اور عبادت کی مبارک و مسعود مشغولیت ہوتی ہے اور اس میں ایسے کام ایک گونہ غیر مناسب سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس ماہ کی خیر و برکت کے خیال سے اس میں ایسے کام بہت مناسب ہیں۔ اور ان کے کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ویسے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرات اسلاف عام طور سے عصر کے بعد نکاح کو مسجد میں بہتر سمجھتے تھے عصر کے بعد کا وقت عموماً مصروفیت کا نہیں ہوتا اور مسجد خیر و برکت کی

جگہ ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا کو دکھانے یا حصول برکت کے لئے نکاح تو مسجد میں کرایا جائے اور اس کے بعد کلبوں، ہوٹلوں اور دوسری جگہوں میں جاکر وہی بدتمیزی کی جائے جس کے لئے طبیعت بے چین تھی ایسا کرنے سے نکاح میں خیر و برکت نہیں آئے گی بلکہ یہ تو ایک قسم کی دھوکہ بازی ہوئی۔

شادی میں بچیوں کا خیال کرو

لڑکوں، بچیوں کی شادی میں والدین اور مربی کو بہت خیال کرنا چاہیے۔ اور اپنی ذمہ داری اور بڑائی کو باعثِ فتنہ فساد نہیں بنانا چاہیے۔ بعض لوگ اپنی اولاد کی شادی میں صرف اپنی بات کا خیال کرتے ہیں۔ اور طرفین کے رجحانات و احساسات کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ زندگی بھر کا یہ معاملہ کہیں ان کی اونی حرکت سے تلخی کا باعث نہ ہو جائے۔ خاص طور سے انتخاب میں شکل و صورت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ بچیاں بے زبان ہوتی ہیں۔ ان میں شرم و حیا زیادہ ہوتی ہے اس لئے خاص طور سے ان کا خیال کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:۔

لا تکرھوا فتیاتکم علی الرجل
القبیح فانھن یحببن ما تحبون

اپنی لڑکیوں پر بدصورت آدمی سے نکاح کیلئے

بے جا زور مت ڈالو۔ کیونکہ جو باتیں تم کو پسند ہوتی ہیں وہی ان کو بھی پسند ہوتی ہیں۔

عورتوں کے جذبات و احساسات کی نزاکتوں کی ناز برداری اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے؛ مسلمانوں کو ان باتوں پر بڑی ذمہ داری اور دور اندیشی سے توجہ دینی چاہیے۔

یہ بھی اسراف ہے

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے عاصم کے پاس گئے اس وقت وہ گوشت کھا رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ — عاصم نے عرض کیا اس کی ہمیں بہت زیادہ خواہش ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

وکلما قرمت الی شیئ اکلتہ،
کفی بالمرء سرفا یاکل کل ما اشتھی

جب بھی تم کو کسی چیز کی خواہش ہوگی کیا تم کھاؤ گے؟ آدمی کی فضول خرچی کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے جس چیز کی خواہش ہو اسے کھائے"۔

مطلب یہ ہے کہ بطور غذائی ضرورت کے کھانا پینا اسراف نہیں ہے مگر ہر خواہش کا م و دہن کی تواضع کرنا اور جس چیز کا جی چاہنے لگے اسے کھانا یہی اسراف اور فضول خرچی میں داخل ہے اگر اس انداز پر زندگی گذاری جائے گی تو پھر

نفسانی خواہشوں کی تکمیل میں انسان حدود سے گزر جائے گا اور اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو فضول خرچی اور شیطانی خرچہ سے ہوتا ہے اپنی بہیمی خواہشوں کے پیچھے پڑ جانا اور اس کے ہر تقاضہ کو پورا کرنا اسراف نہیں تو اور کیا ہے۔ اچھی غذا۔ کھانا۔ کپڑا پہننا اور اپنی حالت میں رہنا اگر اللہ تعالےٰ نے اسے توفیق دی ہے تو اسراف نہیں ہے البتہ اپنی ہر نفسانی خواہش کو پورا کرنا اسراف ہے اور ایسا کرنے والے فضول خرچی کرنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو یہی بتایا ہے۔

ہائے پیٹ ہائے مذہب

حضرت عبداللہ ابن عباس رض نے فرمایا ہے:۔

لیاتین علی الناس زمان یکون ھمتہ
احدھم فیہ بطنہ ودینہ ھواہ

لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں ہر شخص کا مقصد اس کا پیٹ ہوگا اور اس کا مذہب اس کی خواہش نفس ہوگا۔

اس فرمان اور پیشین گوئی کو سامنے رکھ کر دیکھو کہ آج وہی زمانہ ہے یا نہیں؛ جس میں حکومتوں سے لے کر قوموں اور عوام تک صرف پیٹ بھرنے کے لئے کام کرتے ہیں، نہ حرام و حلال کی تمیز ہے نہ اچھے برے کا خیال ہے اور نہ شرم و حیا کا سوال ہے۔ جس طرح بھی شکم کا تنور بھر سکے، بھرنے کی کوشش ہے اور ساتھ ہی ہر حکومت اور ہر فرد اپنے اپنے دین و مذہب کو اپنے شکمی اصولوں پر ڈھال رہا ہے اور دنیا کے معاملات میں جہاں مذہب کا سوال پیدا ہوا اسے اپنے مقصد کے مطابق ڈھال لیا گیا۔ یہ حرکت بڑی خطرناک ہے اور ایسے لوگ حقائق سے جنگ کرتے ہیں۔ اور اللہ و رسولؐ کے مقابلہ میں جرأت دکھاتے ہیں۔ ان کے پیٹ کے پوجنے والوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ظاہری شکل و صورت اور بعض اعمال میں بڑا دین دار معلوم ہوتا ہے مگر معاش و معیشت کے بارے میں بے ایمانی اور بد دیانتی سے ہرگز نہیں چوکتا بلکہ آنکھ بند کرکے ہر جائز و ناجائز دھندے اور کام کو اپنا حق سمجھتا ہے، بس اتنا کرلینا کافی سمجھتا ہے کہ نماز روزہ اور حج کے ساتھ ساتھ کچھ خیرات و صدقات کرتا رہے اور چندہ دیتا ہے

رزق و معیشت

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص رسّی لے کر جنگل میں جائے اور لکڑیوں کی گانٹھ اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس سے اپنا رزق پیدا کرے تو یہ کام اس کے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے۔ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری شریف)

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مجلس میں صحابہ کرام ایک شخص کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ فلاں آدمی دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو عبادت کرتا ہے اور ذکر و اذکار بہت زیادہ کرتا ہے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون کون اپنے کھانے پینے کے لئے کام کرتا ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا، ہم سب یہ کام کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا تو تم سب کے سب اس شخص سے بہتر ہو۔ یہ سنکر صحابہ کرامؓ روزی کمانے میں بڑی جد و جہد کرنے لگے اور بڑھ بڑھ کر رزق حلال کی تلاش میں لگ گئے۔

نوافل، عبادت اور ذکر و اذکار فی نفسہ بہت خوب اور مرغوب ہیں مگر اس سے پہلے رزق حلال کا انتظام ضروری ہے اور اپنے اپنے متعلقین کے کھانے پینے کی فکر بہت اہم ہے اگر کوئی شخص ضرورت کے باوجود یہ کام نہ کرے اور رات دن عبادت میں لگا رہے تو یہ آدمی محمود نہیں ہے بلکہ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ اچھے ہیں جو فرائض و واجبات کو ادا کرتے ہیں۔ اور نوافل کے بجائے معاش و معیشت کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ اور رزق حلال و طیب کے لئے طرح طرح کے جتن کرتے ہیں۔

معاشرہ کی رعایت

حضرت عطاء بن یسارؒ متوفی سنہ ۹۴ھ علمائے تابعین میں بڑے مقام و مرتبہ کے بزرگ تھے۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ کے آزاد کردہ غلام تھے مگر علمی اور دینی اعتبار سے ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ اور اچھے اچھے اہل حسب و نسب عرب ان سے رشتہ کرنے کو اپنے حق میں باعث فخر و سعادت سمجھتے تھے۔ مگر حضرت عطاء بن یسارؒ خود ہی ان سے معذرت کر دیا کرتے تھے اور نہایت خوبصورتی سے کہہ دیا کرتے تھے کہ کوئی بات نہیں ہے مگر رشتہ اپنے متعلقین میں ہونا بہتر ہے چنانچہ ایک عربی شہزادے نے حضرت عطاؒ کی بیٹی کے لئے پیغام بھیجا تو حضرت عطاؒ نے اس سے فرمایا کہ:۔

ما ننکر نسبک ولا موضعک، ولکنا
نزوج مثلنا و تزوج انت فی عشیرتک

ہمیں آپ کے نسب کا انکار ہے نہ آپ کی حیثیت کا انکار ہے مگر ہم اپنے جیسوں میں شادی کریں اور آپ اپنے جیسوں میں شادی کریں۔

کس خوبی سے آپ نے بات کی اور بغیر کسی تحقیر کے جانبین کی بہتری کی رائے دی، واقعہ یہی ہے کہ شادی بیاہ میں معاشرہ، طرز زندگی، ذہن و مزاج اور کام دھندے کا لحاظ ہونا چاہیے، ورنہ زندگی میں کسی موقع پر میاں بیوی کے مزاج میں بے ربطی پیدا ہو سکتی ہے۔

ـــــــ ٭ ٭ ٭ ـــــــ

بہ شکریہ البلاغ

خوفِ خدا

امۃ اللہ تسنیم

خواتین کے تبلیغی اجتماع میں پڑھا گیا ایک مقالہ

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

اس چھوٹی سی آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایسی جامع بات فرمادی کہ اگر اس کی تشریح کی جائے یعنی کھول کر بیان کیا جائے تو صفحہ کے صفحہ بھر جائیں یہاں غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگر یہ فرماتا کہ اللہ سے محبت کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ تو یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ محبت منجانب اللہ ہے۔ محبت معمولی چیز نہیں۔ محبت بہت اونچی چیز ہے، اس کا معیار بہت بلند ہے۔ یہ ہر ایک کو نہیں ہوتی۔ ہاں ڈر فطرت انسانی ہے ہر شخص کے دل میں ڈر رہتا ہے خواہ کسی کا ہو۔ اگر آپ لوگ اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو اس میں کسی نہ کسی کا ڈر ضرور پائیں گی۔ اب اگر یہی ڈر اللہ کی طرف منتقل ہو جائے تو دنیا و آخرت کی کامیابی یقینی اور بدیہی ہے۔ دنیا کی کامیابی تو یہ ہے کہ اگر اللہ جل شانہٗ کا ڈر پیدا ہو گیا تو دنیا کا ڈر اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب دنیا کا ڈر نکل گیا تو اب اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں۔ وہ بہت ہی اطمینان والی زندگی گزارے گا اور بہت ہی سکون اس کو حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ فکر و مصائب کی دنیا اس کے لئے جنت کا نمونہ بن جائے گی۔ پھر بھی ڈر اس کو ان تمام برائیوں سے بھی بچائے گا جو آخرت کی ہلاکت کا سبب اور دوزخ میں پہونچانے کا ذریعہ ہیں بس جب تمام برائیوں سے بچ گیا۔ تو آخرت کی کامیابی میں شک نہیں۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بہت مہربان اور شفیق ہیں وہ نہیں چاہتے کہ ہمارے بندے ہلاک اور برباد ہوں۔ چنانچہ اسی کی خاطر اس نے کتنے رسول بھیجے کہ وہ اس کے بندوں کو اس کے عذاب سے ڈرائیں، دوزخ کا خوف دلائیں۔ اور جنت کا شوق اور رغبت پیدا کریں اور اسی لئے اس نے اپنے رسولوں پر کلام پاک اور صحیفے اتارے۔ پھر اس کلام پاک میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے مختلف پیرائے اپنے بندوں کو اچھی بری باتوں سے آگاہ فرمایا ہے۔ اور ڈرایا دھمکایا ہے۔ کہیں ارشاد ہوا ہے واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اللہ سے ڈرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

کہیں فرماتا ہے وایای فارھبون اور مجھ سے ڈرتے رہو۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک قیامت کی بھونچال بڑی سخت چیز ہے
ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے" اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے یعنی صرف رحیم ہی نہ سمجھو۔ جہاں وہ انتہائی رحیم ہے وہاں زبردست قہار بھی ہے گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور گناہوں کی سخت پکڑ بھی کرتا ہے اگر اس کو رحیم سمجھ کر بھروسہ کرو تو قہار سمجھ کر ڈرو بھی۔

ایک جگہ خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

" جو اپنے رب سے ڈرا اس کے لئے دو باغیں ہیں"۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ "بیشک نیک لوگ جنت کی نعمتوں میں ہوں گے۔ مسہریوں پر بیٹھے ہونگے جنت کے عجائبات دیکھتے ہوں گے۔ اے مخاطب تو ان کے چہروں کی سرسبزی و شادابی محسوس کرے گا اور ان کے پینے کے لئے شراب سربمہر ہوگی۔ حرص کرنے والوں کو اس میں حرص کرنا چاہیئے اس شراب کی آمیزش تسنیم کے پانی سے ہوگی اور وہ تسنیم جنت کا ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ ہی پانی پیتے ہیں

ان آیتوں میں محبت کا اظہار اور چمکار کا پہلو ہے جیسے ماں باپ اپنی اولاد کو پہلے ڈراتے دھمکاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ اس سے کام نہیں چلتا تو پھر پیار اور چمکار سے اس کو سمجھاتے ہیں اور اکثر یہ حربہ کارگر ہوتا ہے لیکن جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے ان پر کوئی حربہ بھی کارگر نہیں ہوتا اور نا ڈری کا بین ثبوت ہے۔ یہی نا ڈری اور بے باکی دنیا و آخرت کی ہلاکت کا سبب ہے اور اسی نا ڈری نے کتنوں میں فرعونیت پیدا کی اور کتنوں کو جہنم کی سزا کا مستحق بنا دیا

ڈر کا ایک خاص اور اہم ترین فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ تعلق جوڑنے اور محبت بڑھانے کا پہلا زینہ ہے، وجہ یہ ہے کہ جب اللہ سے ڈریں گی تو لازماً ہر گناہ کرتے وقت خوف کا غلبہ ہوگا اور اللہ کا دھیان آئے گا۔ پھر یہی دھیان اس سے تعلق پیدا کر دے گا۔ اور تعلق بڑھتے بڑھتے انس کی صورت اختیار کرے گا۔ پھر انس بڑھتے بڑھتے محبت میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور جب محبت ہو گئی تو پھر نورٌ علیٰ نور، اب تو یقیناً آخرت کی کامیابی میں شک نہیں۔ اس لئے کہ پہلے تو آپ اللہ کے ڈر سے کام کرتی تھیں۔ محبت جو ہو گئی تو اس کی رضا و خوشی کی فکر ہو گئی اور یہ فکر ہر وقت رہنے لگی کہ کونسا کام کروں جس سے وہ خوش اور راضی ہو۔ اگرچہ بہت سے کام آدمی ڈر سے ٹھیک ٹھیک انجام دیتا ہے لیکن پھر بھی ڈر اور محبت میں بڑا فرق ہے۔ ڈر سے آدمی جبراً کام کرتا ہے کہ اگر نہ کریں گے تو نہ جانے کیا حشر ہوگا۔ اور کیسی مصیبت نازل ہوگی مگر اتنے ڈر کے باوجود بھی بھول چوک ہو جاتی ہے اور قصداً بھی لوگ خطا کر جاتے ہیں۔ لیکن محبت میں بھول چوک کہاں؟ وہ تو محبوب کی خوشی پر آمادہ کرتی ہے۔ نئی نئی ترکیبیں سوجھاتی ہیں۔ اور محب پر ہر آن محبوب کی خوشی چاہنے میں کوشاں رہتا ہے اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ جو خوشی محبت کے کام سے ہوتی ہے وہ جبراً کام سے نہیں ہوتی۔ اسی لئے میں اوپر عرض کر آئی ہوں کہ محبت کا درجہ ڈر سے بہت بلند ہے وہ ہر ایک کو نہیں ہوتی۔ اگر قسمت سے یہ چیز کسی کو حاصل ہو گئی تو ڈر تو صرف اس کو نجات دینے والا ہے اور دوزخ سے بچانے والا ہے لیکن محبت تو اس کو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچا دے گی۔ اور بہت اعلیٰ و ارفع مقام اس کو حاصل ہو جائے گا۔ آپ بھی غور کیجئے کہ اگر آپ سے کوئی محبت کرے گا تو لازماً آپ کو بھی اس سے محبت ہو جائے گی۔ اور اس کی خوشی آپ کو مدنظر ہوگی۔ اس کی خوشی کے لئے آپ اس کی انتہائی خاطر و مدارات کریں گی۔ پھر جتنی محبت بڑھتی جائے گی اتنی ہی خاطر و مدارات میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔ پھر جو اللہ رب العالمین سے محبت کرے گا تو اس محبت کا انعام اس کو کیا ملے گا اس کے لئے بڑی تفصیل کی ضرورت ہے آخرت میں دیکھنے والے دیکھیں گے اور پانے والے پائیں گے۔ یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ انعام ان کو ملے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے۔ پھر آخرت تو بعد کی بات ہے ان کو تو دنیا ہی میں اللہ سے قرب حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں۔ اور ایسے مقرب کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمائے اور جو بات زبان سے کہہ دیں وہ اللہ اس کو پوری کرے۔

ظاہر ہے کہ جب دنیاوی بادشاہوں کے مصاحب کو عروج حاصل ہو جاتا ہے تو پھر بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہِ دو عالم کے مقرب بندوں کے عروج و کمال اور اعلیٰ مراتب کا کیا پوچھنا ان کو تو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی عزت اور ایسی قدر و منزلت عطا ہوتی ہے کہ مصاحب تو مصاحب بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔

خیر قصہ مختصر۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک کو نہیں ہوتی۔ ہاں دھیان کرتے کرتے اور حسن ظن رکھتے رکھتے پیدا ہو جاتی ہے لیکن انہیں کو جو اس کی فکر میں رہتے ہیں مگر ڈر تو انسان کے رگ رگ میں سمایا ہے اس کو کہیں مول لینے جانا نہیں ہے۔ ہاں بس اتنی بات ہے کہ کوئی بندوں سے ڈرتا ہے اور کوئی معبود سے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہی فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرو یعنی تمام ڈر نکال کر صرف اللہ سے ڈرو۔ جب ہی تم کو دنیا و آخرت کی برائیوں اور مصیبتوں سے نجات ہو سکتی اور جب ہی تم کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا خوف اور ڈر ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری اور اہم چیز ہے مگر افسوس ہے کہ اب ہم کو صرف ایک سبق یاد رہ گیا ہے کہ اللہ رحیم ہے وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے دوسرا سبق بھول گئے یا اس کی اہمیت نہیں رہی کہ اللہ زبردست قہار بھی ہے، جہاں گناہوں کو درگذر کرنے والا ہے وہاں گناہوں کی سخت پکڑ بھی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے فرماتا ہے: "آپ میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ میں بخشش والا رحمت والا ہوں اور یہ بھی بتا دیجئے کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے۔"

غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو دونوں پہلوؤں سے ہم کو خبردار کر دیا کہ میرے بندے دھوکہ میں نہ رہیں۔ لیکن ہماری نگاہ صرف اسی پہلو پر ہے کہ اللہ رحیم ہے بس اسی خیال اور اسی بھروسہ نے ہمارے دلوں سے اللہ کا ڈر نکال دیا جسارت اور دلیری پیدا کر دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی اطاعت میں کمی ہو گئی اس کے احکام ٹھکرائے جانے لگے اس کے حکموں کی خلاف ورزی ہونے لگی۔ اس کی یاد سے دل فراموش ہو گئے۔ اگر آج ہماری اور آپ کی نگاہ دونوں پہلوؤں پر ہو جائے تو یقیناً ہمارے اور آپ کے دل میں ویسا ہی ڈر پیدا ہو جائے جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے۔ اور پھر جب ڈر پیدا ہو جائے تو ناممکن ہے کہ ہم اس کے خلاف مرضی کوئی کام کریں اور اگر غلطی سے کوئی برا کام ہو بھی جائے تو فوراً نادم ہو کر توبہ اور استغفار کر کے اپنے اللہ کو راضی کر لیں۔ لیکن جب ڈر ہی نہیں تو پھر فکر ہی کس بات کی۔ آپ لوگ کہیں گے کہ بھلا کوئی مسلمان ایسا بھی ہے جو اللہ سے نہ ڈرے، اور میں کہتی ہوں کہ سوا خاص خاص مسلمانوں کے کوئی مسلمان بھی جیسا

ڈرنا چاہیے نہیں ڈرتا۔

بھلا اللہ سے ڈرنے والا بیٹھے بیٹھے نمازیں کھو سکتا ہے، روزے قضا کر سکتا ہے۔ جھوٹ بول سکتا ہے جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ گالی گلوج مار پیٹ کر سکتا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والا ماں باپ کی نافرمانی کر سکتا ہے۔ بہن بھائی کے حقوق پامال کر سکتا ہے اپنے مسلمان بھائی بہن کا گلا دبا سکتا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والی عورت شوہر کی نافرمانی کر سکتی ہے اللہ سے ڈرنے والا مرد بیوی کے حقوق پر پانی پھیر سکتا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والا غیبت کر سکتا ہے بہتان باندھ سکتا ہے۔ چغلی کھا سکتا ہے چوری کر سکتا ہے جوا کھیل سکتا ہے شراب پی سکتا ہے!

بتائیے اور انصاف سے بتائیے۔ ٹھنڈے دل سے غور کر کے بتائیے کہ کتنے مسلمان ان عیبوں سے بری ہیں اور ان میں کتنے گناہ ایسے ہیں جن سے ہم اور آپ بری ہیں۔ پھر دعویٰ ہے کہ ہم خدا سے ڈرتے ہیں۔ یہ کیسا دعویٰ ہے کہ دن رات دلیری اور جسارت سے بے کھٹکے گناہ کئے جائیں اور زبان سے کہیں کہ ہم ڈرتے ہیں۔ یہ تو ڈر نہیں ہے۔ ڈر تو یہ ہے کہ ہم اپنے کو جہاں تک ہو سکے گناہ سے بچائیں اور اگر غلطی سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو لرز جائیں۔ تھرا اٹھیں۔ اور جب تک اس خطا کی معافی نہ مانگ لیں اور اس کے بدلے میں کوئی نیکی نہ کر لیں چین سے نہ بیٹھیں۔ مگر ایسا کہاں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک غیبت ہی کو لے لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کیسی ممانعت فرمائی ہے اور کس گھنونی چیز سے اس کو تشبیہ دی ہے۔ "ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند ہے، اس کو تو تم مکروہ سمجھتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ توبہ قبول کرنے والا رحمت والا ہے۔" کیا تم نے اس آیت شریفہ کو سنکر غیبت چھوڑ دی، توبہ کیجئے ہماری کوئی مجلس ایسی نہیں ہے کہ جس میں غیبت نہ ہوتی ہو۔ جہاں دو عورتیں اکٹھا ہوئیں پھر مزا یہ کہ اس مزے کے ساتھ مزے لے کر غیبت کرتے ہیں گویا بڑی نیکی کا کام کر رہے ہیں، اور لطف یہ کہ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ ہماری ایک ایک بات کی اس کو خبر ہو رہی ہے اور یہ بھی معلوم اور خوب معلوم ہے کہ اس کے مقرر کئے ہوئے دو نگہبان یعنی کراماً کاتبین دونوں کاندھوں پر بیٹھے ہوئے ایک ایک بات لکھ رہے ہیں مگر پھر بھی کچھ خیال نہیں۔ اور جب خیال نہیں تو ڈر کون کہہ سکتا ہے۔

بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اولاد ماں باپ سے ڈرے، بیوی شوہر سے ڈرے، شوہر بیوی سے ڈرے۔ بھائی بہن سے ڈرے۔ بہن بھائی سے ڈرے۔ دوست دوست سے ڈرے ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے ڈرے۔ نوکر آقا سے

ڈرے۔ آقا نوکر سے ڈرے۔ رعایا حاکم سے ڈرے اور حاکم رعایا سے ڈرے اور اللہ کے بندے اللہ سے نہ ڈریں۔

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ جن کی ناراضی سے دنیا کا تھوڑا سا نقصان ہے۔ ان کے نام سے تو پاخانہ خطا ہوتا ہے پیچھے پیچھے اور بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ رات دن ان کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں ان کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں ان کا پاخانہ اٹھانے کو تیار۔ اور جس کی ایک توجہ سے فقیر بادشاہ ہو جائے۔ مفلس مالدار ہو جائے۔ غریب امیر ہو جائے امیر کی امارت میں چار چاند لگ جائیں۔ بیمار شفا پائے بے مرادوں کی مراد بر آئے اور جس کی ایک نگاہ قہر سے صرف ایک اشارے پر دنیا کا تہ و بالا ہو جائے جس کے ایک کن پر نظام عالم درہم برہم ہو جائے ملک کا ملک تہ تیغ ہو جائے۔ بستیاں الٹ پلٹ جائیں شہر برباد اور ویران ہو جائیں۔ بھرے گھر اجڑ جائیں دریا خشک ہو جائیں زمین سمندر بن جائے۔ اس زبردست قدرت والے حاکم کے محکوم ہو کر ایسی آزادی اور بے باکی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کو چھوڑ کر اس سے بے پرواہ ہو کر اس کے غلام سے اچھی اچھی امیدیں رکھے اس کی خوشامد اور چاپلوسی میں لگا رہے اس سے ہر وقت ڈرتا رہے اور خوف کھاتا رہے تو آپ اس کو کتنا احمق کہیں گی اور کتنا بے وقوف سمجھیں گی اور ہم آپ اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں کی خوشامد کرتے ہیں۔ ان کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں۔ ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ یہ ناراض نہ ہو جائے ہر وقت فکر رہتی ہے کہ یہ ہم سے خوش رہے، تو ہم بہت اچھا کرتے ہیں۔ بڑے سمجھدار، بڑے ذی ہوش اور بہت عقلمند۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری نگاہ میں اللہ عزوجل سبحانہ تعالیٰ کی وقعت و عظمت اتنی بھی نہیں جتنی کہ ایک عاصی سے ہونا چاہئیے یہی وجہ ہے کہ نہ اس کی خوشی کی تمنا ہے نہ ناراضی کا ڈر۔

جن کو اللہ کی معرفت حاصل تھی جن کے دلوں میں اللہ جل شانہ کی وقعت و عظمت اور محبت تھی وہ زندگی بھر اللہ سے ڈرتے رہے اور ایک ذرا سی غلطی پر مدت العمر روتے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض جو انبیاء کے بعد سب سے افضل ہیں اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے اور جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بنایا ہے اور حضور نے ان کو یہ بھی خوشخبری دی تھی کہ جنت کے ہر دروازے سے تمہاری پکار ہو گی۔ لیکن ان تمام بشارتوں کے باوجود ان کا یہ حال تھا کہ ہمیشہ اللہ کا ڈر غالب رہتا تھا۔ اکثر کہتے تھے، اے کاش میں کوئی درخت ہوتا جو جڑ سے کاٹ دیا جاتا۔ کاش میں کوئی گھانس ہوتا جس کو جانور چر لیتے۔ کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہی ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور بولے تو کتنا اچھا ہے، کتنے مزے میں ہے، آرام سے کھاتا پیتا ہے۔ درختوں کے سایہ میں آرام لیتا ہے پھر آخرت میں تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ کاش ابوبکر تیری ہی طرح ہوتا۔

حضرت عمر رض جو عرب و عجم کے بادشاہ تھے وہ روکھی سوکھی روٹی کھاتے تھے اور پیوند دار کپڑے پہنتے تھے اور جنت کی بشارت ملنے کے باوجود ہمیشہ اللہ سے ڈرتے اور خوف کھاتے تھے۔ ایک تنکا ہاتھ میں لیتے تھے اور کہتے تھے کاش عمر رض یہ تنکا ہی ہوتا۔ کاش عمر رض کی ماں نے عمر کو پیدا نہ کیا ہوتا۔ اور اکثر صبح کو نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے اور زار و قطار روتے۔ ایک مرتبہ سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے جب انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (اے مرے اللہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں) اتنا روئے کہ آواز نہ نکلی۔

تہجد کی نماز میں بعض وقت روتے روتے گر جاتے تھے اور بیمار ہو جاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رض اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ آنکھیں روتے روتے بے کار ہو گئیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے دیکھ لیا اور تعجب کرنے لگا تو وہ بولے کہ تم میرے رونے پر تعجب کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ کے خوف سے سورج بھی روتا ہے

ایک نوجوان صحابی قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان۔ تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا کہنے لگے جس دن آسمان لپیٹ لیا جائیگا، اس دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے میری بربادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا، تمہارے اس طرح رونے سے فرشتے رونے لگے۔

ایک انصاری تہجد پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے بیٹھ گئے اور رونے لگے اور کہا اے اللہ جہنم کی آگ سے بچالے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رض اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرے پر آنسوؤں کے بہنے سے دو نالیاں بن گئی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اک دم پیلے پڑ جاتے تھے اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگتے تھے۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کی یہ کیا حالت ہو جاتی ہے

حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ جل شانہ کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن رواحہ ایک صحابی ہیں جنھوں نے شہادت کے شوق میں وہ کھجور کے کھانے کا بھی انتظار نہ کیا ان کو پھینک کر دشمنوں میں گھس گئے اور جام شہادت نوش کیا۔ وہ ایک مرتبہ رو رہے تھے ان کو روتا دیکھ کر بیوی بھی رونے لگیں، انھوں نے پوچھا تم کیوں روتی ہو۔ بیوی بولیں جس وجہ سے تم روتے ہو۔ کہا میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ جہنم سے گذرنا ضرور ہوگا پتہ نہیں نجات ہوگی یا نہیں؟

یہ اللہ کے نیک بندوں کا حال ہے جن کو جنت کی کھلی ہوئی بشارت مل چکی تھی اور جو دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل اور اس کی اطاعت سے بے پرواہ نہ تھے۔ اور اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ اکثر تو نماز ہی سے محروم ہیں اور جو پڑھتے بھی ہیں تو وہ اپنی اس ٹوٹی ہوئی نماز پر اتنے نازاں ہیں گویا بخشش کا پروانہ مل گیا ہے اگر پانچ وقت کی نماز پڑھ لی تو لیجیے کہ ہم نے جنت مول لے لی۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لیجا رہے تھے۔ راستہ میں قوم ثمود کی بستی پر گذر ہوا۔ آپ نے اپنا چہرۂ مبارک ڈھانک لیا۔ اونٹنی کی رفتار تیز کر دی اور صحابہ کرام سے فرمایا۔ ان ظالموں کی بستی سے ڈرتے ہوئے اور روتے ہوئے جلدی سے نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب نازل ہو جائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔

اللہ اللہ۔ اللہ کے لاڈلے نبی کا یہ حال کہ ایسی بستی سے جس پر عذاب نازل ہوا تھا ڈرتے اور خوف کھاتے ہوئے گذرے۔ اب یہ حال ہے کہ ایسی بستیوں کو ہم لوگ سیرگاہ بنا لیتے ہیں۔ ان کھنڈروں کی سیر کرتے ہیں ان کو دیکھ کر رونا تو الگ چیز ہے عبرت کبھی نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر ابر آتا ہے یا آندھی آتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ فق ہو جاتا تھا۔ ڈر کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لاتے اور کبھی باہر تشریف لے جاتے اور یہ دعا زبان مبارک پر جاری ہو جاتی تھی۔

اللھم انی اسئلک خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما ارسلت بہ واعوذبک من شرھا وشر ما فیھا وشر ما ارسلت بہ

اے اللہ میں اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں جو بھلائی اس میں ہے اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی ہے اے اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو چیز اس میں ہے اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی۔ پھر جب بارش شروع ہو جاتی تو آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگتے اور آپ مطمئن ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ ابر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور آپ بہت زیادہ فکرمند ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ مجھے کیسے اطمینان ہو کہ اس میں عذاب ہے۔ قوم عاد بھی تو ابر دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔ اور سمجھی تھی کہ یہ برسنے والا بادل ہے حالانکہ اس میں عذاب تھا۔

حضرت نضر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دن میں سخت اندھیرا چھا گیا تو میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا اور میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی ایسا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا خدا کی پناہ حضور صلعم کے زمانہ میں تو اگر ذرا سی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت آجانے کے ڈر سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے اور وہاں پناہ لیتے تھے۔

ایک دوسرے صحابی فرماتے ہیں کہ جب آندھیاں آتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ لیکن اب تو یہ حال ہے کہ ڈرنا تو بڑی بات ہے جو ڈرتا بھی ہے تو اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔

ابھی حال ہی کی بات ہے کہ ایک مرتبہ زبردست آندھی آئی تھی کہ جو عذاب کا نمونہ تھی جس سے اللہ والوں کے دل دہل گئے ہوں گے۔ ہندو تک رام رام کہنے لگے۔ لیکن عین اس وقت جبکہ آندھی پوری رفتار سے آرہی تھی ایک مسلمان میدان میں کھڑا کہہ رہا تھا دیکھو اللہ میاں مذاق کر رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی نادری کا حال ہے اور پھر کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اللہ ایسی نکبت دلی سے سب کو بچائے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی جہنم سے اتنا ہی ڈرے جتنا فقیری اور تنگ دستی سے ڈرتا ہے۔ تو سیدھا جنت میں چلا جائے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب دل سے اللہ کا خوف نکل جاتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں جیسے درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اللہ سے ڈرتا ہے دنیا اس سے ڈرتی ہے اور جو دنیا سے ڈرتا ہے دنیا اس کو ڈراتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل سے اللہ کا ڈر نکل جاتا ہے اور دنیا کی محبت غالب آجاتی ہے تو اس پر دنیا کا غم سوار ہو جاتا ہے اور قدم قدم پر خوف و ہراس طاری ہو جاتا ہے پھر ادھر دنیا کی محبت غالب ہوئی ادھر خواہشات نفسانی نے زور کیا۔ خواہشات

نفسانی کے ابھرتے ہی عقل و ہوش رخصت ہوئے اور وہ نفس امارہ کا محکوم ہو گیا۔ اب اس کا حکم ماننا اس کے کہے پر عمل کرنا، اس کی خوشی کے مطابق کام کرنا اس لئے ضروری اور اٹل ہو گیا۔ اب کیسا ڈر اور کس کا خوف۔

پھر جہاں نفس کی اتباع کی دنیا کی ہوس پیدا ہوئی۔ ہوس کے پیدا ہوتے ہی انسان دنیا کی تمام تکلیفوں، مصیبتوں فکروں اور پریشانیوں کا نشانہ بن گیا۔

چاروں طرف سے فکروں کا ہجوم ہے اور وہ اکیلا ہے۔ دنیا حاصل کرنے کی فکر ہے اور تنہا ہے اور ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے مگر بے سود، خواہشوں کا پورا کرنا اللہ کے اختیار میں ہے انسان کے بس کی بات نہیں اور انسان بے چارہ اسی میں اپنا سر دھنتا ہے اور بے چین رہتا ہے چاہتا ہے کہ دنیا حاصل ہو جائے خواہ کسی صورت سے۔ پھر جب کوشش میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ اپنے آپے سے گذر جاتا ہے اور ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور بعض بعض تو زندگی ہی سے ہاتھ دھو لیتے ہیں۔ خودکشی کرکے اپنے کو ہلاک کر دیتے ہیں بمثل بے کس

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور جو زندہ رہتے ہیں ان کے لئے دنیا مصیبت کا گھر اور جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

کوئی دولت جمع کرنے میں مگن ہے کوئی عزت حاصل کرنے کے خواب دیکھتا ہے کوئی سرداری اور حکومت کی خواہش میں سرگرداں۔ کوئی عیش و عشرت کی آرزو میں بے چین اور یہ ڈر مارے ڈالتا ہے کہ دیکھیں یہ چیز حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ یہ ڈر ایسا لاحق ہو جاتا ہے اور خوف ایسا طاری ہو جاتا ہے کہ ان کو دن رات چین نہیں۔ ان کی خوشی میں رنج کی جھلک ان کے قہقہوں میں پژمردگی کے آثار نمایاں رہتے ہیں۔ ایک وقت اگر خوش ہیں تو دوسرے وقت سر اوندھائے بیٹھے ہیں۔ کوئی فکر ہے جو انھیں بے چین کئے ہوئے ہے۔ کوئی خواہش ہے جس کے لئے بے تاب ہیں اور اگر قسمت سے آرام و راحت کے تمام سامان مہیا ہیں دن عید رات شب برات ہے تو یہ فکر سوار ہے۔ یہ کھٹک بے چین کئے ہوئے ہے یہ ڈر سوہان روح ہو رہا ہے، کہیں موت آکر ان تمام چیزوں کا خاتمہ نہ کر دے۔ اور دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کو بحسرت و یاس چھوڑنا نہ پڑے۔ جوانی قائم رہنے کی تمنا دولت برقرار رہنے کی فکر، بیوی بچوں کے زندہ رہنے کی آرزو۔ عمر طویل کی خواہش۔ عزت باقی رہنے کا ارمان۔ یہ آرزوئیں ہیں جو انسان کو گھلائے دیتی ہیں۔ یہ اندیشے ہیں جن سے ایک منٹ سچا

اطمینان اور حقیقی مسرت حاصل نہیں۔ مگر ان کو اسی میں مزا ہے۔

امیر ہو یا غریب۔ بادشاہ ہو یا فقیر۔ قابل ہو یا ناقابل، عالی نسب ہو یا ذلیل، جس کے دل سے اللہ کا ڈر نکل گیا اور دنیا کی طلب پیدا ہو گئی وہ دنیا کے ہاتھوں میں یونہی بے چین اور خائف رہے گا۔ اگر بدقسمتی سے فقر و فاقہ ہے تو پھر اللہ دے اور بندہ لے۔ اللہ سے شاکی، بندوں سے فریادی حسد و رشک، غصہ اور جلن، شکوہ شکایت سے

دن کٹا فریاد میں رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کتنی خواری سے کٹی

امیر ہیں تو اپنی امارت پر قناعت نہیں۔ ہزار روپے کے مالک ہیں تو ایک لاکھ کی تمنا میں بے چین ہیں۔ ایک لاکھ کی آرزو پوری ہو گئی تو دو لاکھ کی تمنا پیدا ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر آدم کے بیٹوں کو سونے کی ایک وادی دی جائے تو وہ چاہیں گے کہ دو وادی اور مل جائیں۔ ان کے منہ کو سوا مٹی کے کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ یعنی موت ہی اس ہوس کا خاتمہ کر سکتی ہے

بادشاہ ہیں تو ان کو اپنے ملک پر قناعت نہیں چاہتے ہیں کہ روئے زمین کے بادشاہ بن جائیں ساری دنیا ہمارے قبضہ میں آجائے اور یہی ہوس ملکوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ ہزاروں ملک اسی ہوس کا نشانہ بن گئے۔ ہزاروں جانیں اسی ہوس کی بدولت ہلاک ہو گئیں۔

بچوں کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ "ہمارے حضور" جو تقریبا ۱۵۰ صفحہ پر مشتمل ہے حضورؐ کی سیرت پر نہایت آسان اور بہتر کتاب قیمت صرف ۱/۸۰

عورت کیا کچھ کر سکتی ہے

تاریخی شہادتوں کے ساتھ صحابی عورتوں کے وہ شاندار کارنامے جن کے واقعات و قصص آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں جن کے مطالعہ سے ایمان و روح تازہ ہو جاتے ہیں اور دل سوز و گداز سے بھر جاتا ہے۔ انداز بیان اس قدر عمدہ ہے کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے، ایک بار آپ بھی مطالعہ کریں۔ قیمت ۱/۵۰ علاوہ محصول ڈاک

سوانح

حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ

دوسرا ایڈیشن مع ترمیم و اضافہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اس عہد آخر میں اولیائے کاملین کا نمونہ شریعت و طریقت کے جامع، احسان و تصوف کے امام اور تربیت و تزکیہ کے رموز آشنا تھے ان کے فیض صحبت و اصلاح و ارشاد سے ہندوستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، اپنے حلقۂ اثر کی وسعت و عمومیت اور مختلف طبقوں اور متنوع حلقوں کی نمائندگی اور عصر جدید کے رجحانات اور تقاضوں کی واقفیت کے لحاظ سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز و فیض تاثیر مقبولیت اور معرفت و سلوک کے تجربہ میں اولیائے متقدمین کی یادگار تھے

۳۵۲ صفحہ کی اس کتاب میں حضرت مولانا رائے پوری کی سیرت اور شخصیت ان کے نمایاں صفات اور ان کا انداز تربیت، توازن و جامعیت، تعلق و خلوص و محبت ہر چیز زندہ و متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے (علاوہ محصول ڈاک) جلد طلب فرمائیے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئین روڈ لکھنؤ

شہادت

ہارون رشید صدیقی

قوم کی فلاح، ملک کی بہبودی اور اصولوں کی لاج پر قربان ہو جانے والے کا نام اہل دنیا میں بھی عزت سے لیتے ہیں اور اس کی اس قربانی پر ماتم نہیں بلکہ فخر کرتے ہیں۔ اور اصولوں کا خون کرنے والے قوم کو تباہ اور ملک کو غلام بنا لینے والے کے مقابلہ میں مردانہ وار سامنے آکر ان جان پر کھیلنے والوں کی مثالیں پیش کرتے ہوئے اپنی قربانی کا اعلان کرتے ہیں۔ اور آخر کار کامیاب ہوتے ہیں۔ جان بھلے ہی ان کی چلی جائے مگر بات تو رکھ ہی لیتے ہیں۔

کاش اہل دنیا جانتے اور مسلمان سوچتے کہ انسانی اصولوں کی پاسداری پر جب یہ اعزاز ہے تو حق کی پاسداری پر کیا اکرام ہوگا۔ جس طرح انسانی اصولوں پر مر مٹنے والے کو اہل دنیا عزت کا انعام دیتے ہیں اسی طرح راہ حق پر قربان ہو جانے والے کو اللہ تعالیٰ "شہادت" کا مقام دیتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا اس فانی دنیا میں بھی تمام عقلمندوں خصوصاً مسلمانوں میں عزت کے ساتھ یاد رکھا جاتا ہے۔ اور آخرت کی زندگی میں تو وہ ایسا نوازا جائے گا جس کا بیان کرنا بھی مشکل ہے اس کی برزخ کی زندگی بھی دوسروں سے مختلف ہے اس کو اموات میں شمار کرنے سے منع کیا گیا، اس کو زندہ بتایا گیا۔

جنت کے ادنیٰ لطف کا بھی تصور مشکل ہے دنیا کی ساری آسائش جو ایک بادشاہ کے لئے ممکن ہو سکتی ہیں جنت کی ایک ہوا کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ کوئی جنتی دنیا میں آنے کو ہرگز ہرگز پسند نہ کرے گا مگر بتایا گیا ہے کہ شہید خواہش کرے گا کہ اسے بار بار پیدا کیا جائے اور بار بار شہادت ملے اس سے معلوم ہوا کہ وہ بروقت شہادت کسی مخصوص لطف سے نوازا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بار بار شہید ہونا چاہتا ہے۔ بہر حال شہید ایسی پُر لطف ابدی

حیات پاتا ہے کہ اس کی حقیقت ... باقی ہے وہ شہادت ... باری تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے اور جب وقت آجاتا ہے تو بخوشی سر کٹا دیتا ہے۔ شہیدوں کا شمار ناممکن ہے۔ تاہم برکت کے لئے ہم چند ایسے شہیدوں کا نام لیتے ہیں جن کا رتبہ میں بھی اونچا مقام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ... کے شہداء کا شمار مشکل ہے۔ شہدائے بدر، شہدائے احد شہدائے حنین رضی اللہ عنہم۔ ان میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے پیارے چچا قابل ذکر ہیں۔ بعض صحابہ کو تو بہت ہی مظلومیت اور بیدردی سے شہید کیا گیا.......... آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ جہاد ہوتے رہے اور مسلمان بفضلہ تعالیٰ مردانہ وار شہادت کے مقام سے فیض یاب ہوتے رہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ خلیفہ ہونے کے باوجود آپ نے باغیوں کے مقابلہ کا حکم نہ دیا۔ فن حرب سے مکمل واقفیت رکھنے کے باوجود مقابلہ کے لئے تلوار نہ اٹھائی۔ باغی گھر گھیرے رہے۔ کھانا پینا بند کر دیا۔ جاں نثار صحابہؓ مقابلہ کی اجازت مانگتے رہے مگر آپ نے ہرگز اجازت نہ دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو نیز اور دوسرے صحابہؓ نے اپنے نوجوان بیٹوں کو حفاظت کے لئے دروازے پر بٹھا دیا۔ اگر آپ اشارہ کر دیتے تو بے شک حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نیز دوسرے نونہالان صحابہ اپنی جوانمردی کا جوہر دکھا دیتے اور یا تو باغیوں کو قلع قمع کر کے رکھ دیتے یا سب جام شہادت نوش فرما لیتے۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کو قربان کر دینا پسند کیا مگر اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان کا خون بہانا پسند نہ کیا۔ آخر کار باغی پیچھے سے چھت سے اُتر آئے اور آپ کو بحالت روزہ و تلاوت کلام پاک شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ جنگ جمل ہوئی۔ جنگ صفین ہوئی، جنگ نہرواں ہوئی جن میں بے شمار مسلمانوں نے شہادت پائی۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ جیسے صحابہ شہید ہوئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ پھر حضرت حسنؓ نے بھی شہادت پائی حضرت معاویہ کی خلافت آئی۔ ان کے انتقال کے بعد یزید تختِ حکومت پر بیٹھا جس کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عم زادگان و صاحبزادگان کے شربت شہادت نوش فرمایا۔ مختصراً آپ کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ سنہ ٦٠ھ میں جب یزید نے اپنی خلافت کے لئے بیعت لینی شروع کی تو ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو لکھا کہ (حضرت) حسینؓ سے بیعت کے لئے کہو۔ چنانچہ ولید نے ایسا ہی کیا۔ مگر آپ نے مہلت مانگی اور مکہ معظمہ چلے گئے وہاں آپ امن و امان سے تھے مگر کوفہ والوں نے جو اپنے کو حضرت علیؓ کے ماننے والوں میں شمار کرتے تھے آپ کو سیکڑوں خطوط لکھے اور آپ کو یقین دلایا کہ ہم لوگ آپ کو خلیفہ بنائیں گے اور خطوں کے ذریعہ یزید کی برائیاں کرتے ہوئے آپ کو خلافت کے لئے تیار ہو جانے کو ضروری قرار دیا۔ یہاں تک کہ آپ جانے پر آمادہ ہو گئے اور معلومات کے لئے مسلم بن عقیل کو آگے روانہ کر دیا۔ حضرت مسلم جب کوفے پہونچے تو ١٢ ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر آپ کے لئے بیعت کی جس کی اطلاع انھوں نے آپ کو بھیجدی۔ اطلاع پاتے ہی آپ کوفہ روانہ ہو گئے۔ متعدد صحابہ نے کوفہ نہ جانے کی درخواست کی اور کہا کہ اہل کوفہ نے آپ کے والد محترم کو ہمیشہ دھوکہ دیا ہے وہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ اور یہاں ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر ان کے عجیب مضامین کے خطوط نیز حضرت مسلم کے خط نے آپ کو مجبور کر دیا اہل مکہ نے آپ کو بہت رنج و افسوس کے ساتھ رخصت کیا۔ ادھر حضرت مسلم کے اعزاز کی اطلاع پا کر یزید کے عاملوں نے کوفیوں کو دھمکایا۔ بزدلی و بے وفائی تو ان کی سرشت میں تھی حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حضرت مسلم شہید کر دیئے گئے جس کی اطلاع راستہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ملی۔ آپ واپس ہونا چاہتے تھے مگر حضرت مسلم کے بھائی راضی نہ ہوئے اس لئے سفر کرنا پڑا ادھر ابن زیاد نے آپ کی آمد کی خبر پا کر فوج روانہ کر دی جب فوج سامنے آگئی تو آپ نے کربلا کا رخ کیا اور کربلا میں پہونچ کر قیام کیا۔ اور صلح و مصالحت کی بات شروع ہوئی لیکن ابن زیاد نے صلح کی شرطیں نہ مانیں تو آپ بھی جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ صلح کی شرطیں یہ تھیں "مجھے واپس جانے دو" "یزید کے پاس چلے جانے دو" "کسی سرحدی مقام پر چلے جانے دو"۔

١٠ محرم سنہ ٦١ھ کو کربلا کے میدان میں لڑائی شروع ہوئی۔ آپ کی طرف ایک روایت کے مطابق ٤٥ سوار اور ایک سو پیدل تھے اور مقابلہ میں چار ہزار مسلح فوج تھی جن میں ان کوفیوں کی خاصی تعداد تھی جنھوں نے آپ کو بلایا تھا۔ پہلے آپ کے سارے جاں نثاروں نے بہت ہی بہادری کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا پھر آپ بھی حیات فانی سے حیات ابدی میں قدم رکھ کر اللہ کے مقرب ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور شہدائے اسلام کی طرح آپ کی شہادت بھی ہم کو حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت پر جان قربان کر کے حیات ابدی حاصل کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور ہم بانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں ؎

اسلام کے دشمن کی اڑا دیتے ہیں گردن ۔۔ شبیر کی مانند جھکا دیتے ہیں گردن
وقت آئے تو خنجر سے ملا دیتے ہیں گردن ۔۔ ہم حق کی حمایت میں کٹا دیتے ہیں گردن
سر سامنے باطل کے مگر خم نہیں کرتے

شرائط ایجنسی

کم سے کم پانچ پرچوں پر ایجنسی دیجاسکے گی
ایک روپیہ فی پرچہ بطور ضمانت پیشگی بھیجنا ہوگا
جو ایجنسی ختم ہونے پر واپس کردیا جائے گا
۲۵ پرچوں تک کمیشن ۲۵ فیصدی اور زائد پر
۳۳ فیصدی دیا جائے گا
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسہ ہے خاص نمبروں کی قیمت
حسب لاگت مقرر کی جایا کرے گی۔
کمیشن سالانہ چندہ پر نہیں قیمت فی پرچہ پر دیا جائیگا
ہر تیسرے ماہ بل کی ادائیگی لازمی ہوگی
بھیجے ہوئے پرچے واپس نہ لئے جائیں گے
سادہ ڈاک خرچ بذمہ دفتر ہوگا
رجسٹری اور وی پی خرچ بذمہ ایجنٹ ہوگا
اس وقت رجسٹری فیس ۸۰ پیسہ اور وی پی فیس
۸۰ پیسہ ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۸ صفحات ۳۲
خط و کتابت اور ارسال زر کا پتہ
دفتر ماہنامہ رضوان، ۳۴ گوئن روڈ لکھنؤ

رضوان خالص دینی رسالہ ہے اس کی اشاعت میں حصہ لینا دینی خدمت کرنا ہے۔ تمام دینداروں سے رضوان کے خریدار بڑھانے کی درخواست ہے پانچ نئے خریدار بنانے والے حضرات کو ایک سال کے لئے رضوان مفت جاری کیا جائے گا۔

منیجر

نرخنامہ اشتہارات

چونکہ رضوان خالص دینی رسالہ ہے اور شریف و سنجیدہ طبقہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے اشتہارات دینی یا درسی کتابوں کے ہوں۔ مجرب و مستند پیٹنٹ دواؤں کے ہوں۔ ضروریات زندگی میں کام آنے والے تجارتی سامان کے ہوں۔

لیکن

ناول۔ مخرب اخلاق کتابیں۔ جاندار تصویروں والے اشتہارات کو کسی قیمت پر جگہ نہ دی جائیگی

شرح اندرونی صفحات فی اشاعت:۔

پورا صفحہ	۳۵/
آدھا صفحہ	۱۸/
چوتھائی صفحہ	۱۰/

مستقل اور پورے صفحات کیلئے مخصوص رعایت

منیجر

خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو

مولانا خرم علی خرم رحمۃ اللہ علیہ

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر

نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آوے تمہاری بے کسی میں

جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

خبر قرآن میں ہے یہ محقق
نہ بخشے گا خدا شرک کو مطلق

معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم میں پڑے گا

اگر قرآن کو سچ جانتے ہو
تو پھر تم مفتیں کیوں مانتے ہو

تمھیں یہ طور بد کس نے سکھایا
محمد نے کہاں ہے یہ بتایا

ہے شیطاں دشمن اولاد آدم
سکھاتا ہے وہی راہ جہنم

کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا

غرض اللہ سے دونوں کو روکا
بھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا

مسلمانو ذرا سوچو تو دل میں
پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں

بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو
خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو

وہ مالک ہے سب اسکے آگے ناچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

بیان شرک سن کہتے ہیں مُردک
کہ منکر ہیں بزرگوں سے بلاشک

ارے لوگو زباں کو اپنی روکو
بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو

خدا لعنت کرے اس روسیہ پر
کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبر

جسے ہو بغض آل مصطفےٰ کا
خدا اس کو کرے دوزخ کا کندا

جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار
رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار

جسے کچھ بغض ہوئے اولیائے
ہمیشہ ابر لعنت اس پہ برسے

اب اتنا اور بھی سن رکھیے حضرت
جو حق پر نا چلے اس پر بھی لعنت

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

تو اپنے حال پر اب سوچ خرم
زباں اب بند کر واللہ اعلم

سوال و جواب

مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی

نسرین بیگم - بڑوالہ - ملیند شہر :-

س :- قربانی کی کھال سے ڈھول تاشہ وغیرہ منڈھنا کیسا ہے ؟

ج :- ڈھول، تاشہ جو لہو و لعب کے لئے بنائے جاتے ہیں ان کا بنانا اور منڈھنا خود ہی ناجائز ہے قربانی کی کھال کو اس ناجائز مصرف میں صرف کرنا تو یقیناً ناجائز اور زیادہ برا ہوگا۔

س : کسی دینی یا دنیاوی مدرسہ کے مدرسین نادار ہیں صاحب نصاب نہیں ہیں، کیا ان کو قربانی کی کھال کی قیمت سے تنخواہ دی جا سکتی ہے۔

ج : تنخواہ نہیں دی جا سکتی البتہ بطور ہدیہ اس کی قیمت دے دینا جائز ہے مگر کسی چیز کا معاوضہ نہ ہو۔

س :- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ علیہ السلام لکھنا یا بولنا کیسا ہے ؟ اور کیا سید الشہداء آپ ہی ہیں ؟

ج : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لقب کسی کو دیا ہو، وہ کسی دوسرے کو دینا صحیح نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا تھا، اب کسی دوسرے کو سید الشہدا کہنا غلط ہے یونہی ان حضرات صحابہ کی شہادت جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں یا آپ کے زمانے میں اعلاء کلمۃ اللہ اور کلمہ کفر کو ذلیل و پست کرنے کے لئے لڑے اور شہید ہوئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے افضل و برتر ہے۔ اس لئے سیدنا حضرت حسین رض کو سید الشہدا کیسے کہا جا سکتا ہے !

علیہ السلام کہنے میں فی نفسہ کوئی حرج نہ تھا لیکن چونکہ اس لفظ سے شیعوں کے "عقیدۂ امامت" کا وہم ہوتا ہے، اس لئے اس زمانے میں علیہ السلام لکھنا نامناسب ہے۔

س : یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کیا کچھ صحابہ بھی تھے، اگر تھے تو ان میں سے کچھ کے نام تحریر فرمایئے۔

ج : حضرت نعمان بن بشیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم - موخر الذکر تو خلافت یزید کے محرک بھی تھے۔ یہ دو نام تو مشہور ہونے کی وجہ سے اس وقت یاد آ رہے ہیں۔ تلاش سے غالباً اور نام بھی مل جائیں گے۔

س :- واقعات کربلا کی روایات بے شمار ہیں۔ مگر اہلسنت کی کسی کتاب میں سند کے ساتھ نظر سے نہیں گذریں۔ اگر اہلسنت کی کوئی معتبر کتاب اس موضوع پر ہو تو تحریر فرمایئے۔ صحابی رسول نیز نواسۂ رسول ؐ کے ناتے سے ہر مسلمان شہادت حسین رض کی تفصیلات سے واقفیت چاہتا ہے اس لئے اس موضوع پر جو بھی کتاب دستیاب ہوتی ہے اس کو ضرور پڑھتا ہے اور غلط روایات والی بازاری کتابیں بافراط ہیں ان سے عوام کو بچانے کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے۔

ج : افسوس ہے کہ اس موضوع پر کوئی مستند و معتبر کتاب موجود نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کتابیں اصل ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں وہ خود غیر معتبر ہیں سیر لکھنے والے تو انھیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاریخ طبری، طبقات ابن سعد، استیعاب، یہی کتابیں ہیں جو اصل ماخذ ہیں۔ تاریخ طبری کا مصنف شیعہ تھا طبقات ابن سعد میں واقدی کے ایسے جھوٹے کی روایتوں کی بھرمار ہے۔ واقدی میں شیعیت بھی تھی استیعاب کے مولف نے بھی آنکھیں بند کر کے غیر معتبر راویوں کی روائتیں جمع کر دی ہیں۔ علامہ ابن صلاح نے انپی کتاب کو اسی لئے غیر معتبر قرار دیا ہے کہ انھوں نے اصحاب سیر پر اعتماد کیا ہے جو خود غیر معتمد ہیں اس کے علاوہ شیعوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے بہت سی غلط روائتیں مشہور کی ہیں جو اہلسنت میں بھی مشہور ہو گئی ہیں شہادت نامے لکھنے والوں نے اس قسم کی بہت سے بازاری قصے انپی کتابوں میں درج کر دیئے ہیں۔ اس موضوع پر ایک محققانہ کتاب کی ضرورت ہے مگر ابھی یہ ضرورت پوری نہیں ہوئی ہے۔

س : واقعہ کربلا سے یزید مسلمانوں کی نظروں میں بہت ذلیل ہوا اور چونکہ حضرت معاویہ رض یزید کے والد تھے اسلئے دشمنانِ صحابہ کو حضرت معاویہ رض کو بدنام کرنے کا ایک حیلہ مل گیا اور بعض تو یہ سلسلہ حضرت عثمان رض تک لے گئے ہیں۔ اس لئے حضرت معاویہ رض پر ایک عام فہم کتاب کی ضرورت ہے براہ کرم اس پر توجہ فرمایئے اور اس وقت تحریر فرمایئے کہ حضرت معاویہ رض پر اعتراض کرنا کیسا ہے ؟

ج : حضرت معاویہ رض پر زبان طعن دراز کرنا اپنا ٹھکانہ جہنم بنانا ہے ہر صحابی کے متعلق یہی قاعدہ ہے۔ ایک مختصر

کتاب حضرت معاویہ رض کی سیرت پر مولانا سلام اللہ صاحب صدیقی محلہ فاطمان بخارین نے لکھی ہے اچھی کتاب ہے ان کے پاس مل سکتی ہے۔